علمِ صرف کے طلباء کیلئے خاصیات ابواب پر ایک جامع رسالہ

خاصیاتِ ابواب

مع رسالہ لامیہ

غلام نصیر الدین چشتی

مکتبہ اسلامیہ سعیدیہ

علمِ صرف کے طلباء کیلئے خاصیات ابواب پر ایک جامع رسالہ
خاصیاتِ ابواب
مع رسالہ لامیہ
غلام نصیر الدین چشتی
مکتبہ اسلامیہ سعیدیہ

علم صرف کے طلباء کے لیے خاصیات ابواب پر ایک جامع رسالہ

خاصیاتِ ابواب

مع

رسالہ لامیہ

علامہ غلام نصیر الدین چشتی

مکتبہ اسلامیہ سعیدیہ

عثمان آباد---------مانسہرہ

نام کتاب:..........خاصیات ابواب

تالیف:..........علامہ غلام نصیر الدین چشتی

تقدیم:..........علامہ محمد صدیق ہزاروی

تصحیح:..........مولانا محمد طفیل

کتابت:..........محمد نعیم کیلانی

کمپوزنگ:..........خواجہ ارشاد خالق

باہتمام:..........مبشر امتیاز

ناشر:..........مکتبہ اسلامیہ سعیدیہ عثمان آباد (چھوھ) ڈاکخانہ چھہ بٹہ۔ تحصیل وضلع مانسہرہ

ہدیہ:..........روپے

ملنے کا پتہ

۱۔مکتبہ اہلسنت، مکہ سنٹر لوئر مال لاہور

۲۔مکتبہ اہلسنت، جامع نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور۔

۳۔مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ لاہور۔

۴۔شبیر برادرز، اُردو بازار لاہور۔

۵۔نظامیہ کتاب گھر، اُردو بازار لاہور۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

قرآن وحدیث کی تفہیم کے لیے جن علوم کی ضرورت پڑتی ہے ان میں صرف ونحو کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔اسی لیے کہا گیا ہے "الصرف ام العلوم ولنحو ابوھا"۔

ان علوم سے بے خبر انسان، قرآن وحدیث کے پڑھنے میں غلطی کا مرتکب ہوسکتا ہے اور بعض اوقات یہ غلطی کفر تک پہنچا دیتی ہے۔مثلاً کوئی شخص "انعمتَ علیھم" میں "تا" کی پیش کے ساتھ "انعمتُ علیھم" پڑھے تو معنی بدل جائے گا اور جان بوجھ کر ایسا کرنے سے کفر لازم آئے گا۔اسی طرح "ان اللہ بریٔ من المشرکین و رسولہ" میں لفظ رسول پر کسرہ پڑھنے سے معنی بدل جاتا ہے۔وغیرہ وغیرہ۔

صیغوں (الفاظ) کی ساخت، افعال و اسمائے مشتقہ کی گردان، تعلیلات اور خاصیاتِ ابواب، علم الصرف کے بنیادی موضوعات ہیں۔

خاصیاتِ ابواب سے وہ معانی مراد ہیں جو اصل مصدری معنیٰ سے زائد ہوتے ہیں۔مثلاً نُزُولٌ" (ن ز ل) کا معنیٰ اترنا ہے۔ثلاثی مجرد کے باب فَعَلَ یَفْعِلُ سے یہ لازم آتا ہے۔مثلاً "نَزَلَ" وہ اترا "یَنْزِلُ" وہ اترتا ہے۔یا اترے گا۔لیکن باب افعال (ثلاثی مزید فیہ) میں متعدی ہوکر آتا ہے۔مثلاً "اَنْزَلَ" ۔اس نے اتارا۔ "یُنْزِلُ" وہ اتارتا ہے یا اُتارے گا۔ اور اگر ثلاثی مزید فیہ ہی کے باب تفعیل سے آئے تو تعدی کے ساتھ ساتھ ایک نئی خاصیت یعنی تدریج کا معنی بھی دیتا ہے۔مثلاً تنزیل تھوڑا تھوڑا کر کے اتارنا۔

قرآن پاک کے نزول کے لیے بابِ افعال اور تفعیل دونوں کا استعمال ہوئے ہیں۔

کیونکہ قرآن پاک لوح محفوظ سے آسمان دنیا ہر پر یکبارگی نازل ہوا اور پھر تیس سال کے عرصہ میں تدریجاً اتارا گیا جب کہ دیگر آسمانی کتب کے لیے صرف باب افعال استعمال ہوا کیونکہ وہ یکبارگی اتاری گئیں۔

خاصیاتِ ابواب سے عربی زبان کی وسعت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ایک ہی لفظ جب مختلف ابواب کی شکل اختیار کرتا ہے تو اس کے ساتھ معنی میں بھی تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔

ہمارے ہاں خاصیت ابواب کی تعلیم کے لیے "فصول اکبری" پڑھائی جاتی ہے جو

یقیناً اپنے موضوع پر ایک جامع کتاب ہے لیکن آج کے دور میں جب کہ حالات یکسر بدل رہے ہیں اور حصول علم کے سلسلے میں آسان سے آسان ترین راہیں تلاش کی جا رہی ہیں اس بات کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ خاصیات ابواب کے سلسلے میں ایک جامع کتابچہ تیار کیا جائے جس میں مختلف ابواب کی خاصیات۔ کے سہ وہ تمام خاصیات کے معانی اور ثلاثی مجرد کے ابواب کی خاصیات کا ایک جامع تذکرہ بھی ہو جب کہ عام طور پر ان ابواب کی خاصیات سے متعلق ایک مختصر اور سرسری سا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

الحمد للہ! اہل سنت کی معروف مرکزی درس گاہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے مدرس مولانا غلام نصیر الدین چشتی صاحب نے اس کمی کو پورا کیا اور ایک مختصر مگر جامع کتابچہ ترتیب دیا ہے جس میں مختلف خاصیات کی وضاحت اور تمام ابواب کی خاصیات مع امثلہ کا تذکرہ نہایت خوش اسلوبی سے کیا گیا ہے۔

علامہ غلام نصیر الدین چشتی صاحب ایک ذہین، باصلاحیت اور محنتی مدرس ہیں۔ تنظیم المدارس کے امتحان درجہ عالمیہ (۱۹۸۶ء) میں دوسری پوزیشن حاصل کر چکے ہیں۔ فراغت سے اب تک جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے اس مختصر عرصہ میں تدریسی میدان میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا ہے۔

امید ہے کہ علامہ غلام نصیر الدین چشتی کی یہ کاوش درجہ ثانویہ عامہ اور تجوید وقرأت کے طلباء کے علاوہ علم صرف سے دلچسپی رکھنے والے تمام طلباء میں یکساں مقبول ہوگی۔

مکتبہ اسلامیہ سعیدیہ عثمان آباد (چھڑھ) مانسہرہ، خاصیات ابواب، کی اشاعت کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ اس سے پہلے اس اشاعتی ادارے کی طرف سے اربعین نووی (ترجمہ وتشریح کے ساتھ) اور اصول الشاشی (اردو سوالاً جواباً) چھپ کر ملک کے گوشے گوشے میں پہنچ چکی ہیں۔

اللہ تعالیٰ علامہ غلام نصیر الدین چشتی کی اس قیمتی تالیف کو قبول عام کا شرف، مکتبہ اسلامیہ سعیدیہ مانسہرہ کو اشاعتی میدان میں نمایاں کارکردگی کی توفیق اور عظیم مادر علمی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطاء فرمائے۔ امین

۸ شوال المکرم ۱۴۱۰ھ

محمد صدیق ہزاروی (جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

بنیادی امور

خاصیات:

یہ خاصیت کی جمع ہے۔ اور خاصیت (ص اور ی کی تشدید کے ساتھ) یہ "مصدر جعلی" ہے۔ اس میں "ی" اور "ت" مصدریت کی ہے جیسا کہ "فاعلیت اور مفعولیت اقلیت اور اہمیت وغیرہ۔

یاد رہے کہ: خاصہ۔ خاصیت اور خصیصہ تینوں ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔

خاصہ کا معنی کیا ہے؟:

مناطقہ وغیرہ کی اصطلاح میں تو اس کی معنی "ما یُوجد فیہ و لا یُوجد فی غیرہ" ہوتا ہے۔ لیکن یہاں پر خاصیت کا یہ معروف معنی مراد نہیں ہے۔ کیونکہ ایک باب کی خاصیت دوسرے باب میں پائی جاتی ہے مثلاً افعال کی خاصیت تعدیہ ہے تو یہ باب تفعیل میں بھی پائی جاتی ہے۔ وعلی ہذا القیاس

بلکہ یہاں (صرفیوں کی اصطلاح میں) خاصہ سے مراد وہ زائد معنی ہیں جو لغوی معنی کے علاوہ ہوں اور بعض نے اس سے اثر اور ابواب کے اکثریہ ولوازمہ معانی بھی مراد لیے ہیں۔

نوٹ:۔ خاصہ کی جمع "خواص"۔ خاصیت کی جمع "خاصیات" اور خصیصہ کی جمع خصائص آتی ہے۔

اصطلاحات

۱- ابتداء: مزید فیہ کا ایسے معنی کے لیے آنا جس میں اس کا مجرد استعمال نہ ہوا ہو۔

۲- اطعام مأخذ: کسی کو مدلول مأخذ کھلانا

۳- اتخاذ: اس کی کئی صورتیں ہیں۔

ا۔ ماخذ کو بنانا۔ جیسے "تَبَوَّبَ" اس نے دروازہ بنایا (ماخذ باب ہے)
ب۔ ماخذ کو پکڑنا لینا یا اختیار کرنا جیسے تَجَنَّبَ اس نے کنارہ پکڑا (ماخذ جنب ہے۔
ج۔ یا کسی چیز کو ماخذ بنانا جیسے "تَوَسَّدَ الحجر" اس نے حجر (پتھر) کو وِسَادَۃ (تکیہ) بنایا۔
د۔ ماخذ میں پکڑ لینا۔ جیسے "تابط الصبی" اس نے بچے کو بغل میں پکڑ لیا (ماخذ ابط ہے)

۴- اعطاءِ ماخذ: ماخذ کی دو قسمیں ہیں نمبر 1 ماخذ کا مدلول امر محسوس ہو جسے آنکھوں سے دیکھا جا سکے۔ (۲) عقلی اور غیر محسوس ہو۔ پھر اعطا کی بھی دو قسمیں ہیں۔ (۱) نفس ماخذ دینا (۲) محل ماخذ دینا۔

۵- الباس ماخذ: کسی کو ماخذ پہنانا

۶- بلوغ: کسی چیز کا ماخذ میں پہنچا یا داخل ہونا۔

پھر رسائی یا دخول کی تین قسمیں ہیں۔

ا۔ بلوغ زمانی۔ ب۔ بلوغ مکانی۔ ج۔ بلوغ عددی۔ (تفصیل اور امثلہ آئندہ آ رہی ہیں انشاءاللہ)

۷- تجنب: ماخذ سے بچنا، پہلو تہی کرنا، پرہیز کرنا اور دور ہونا۔

۸- تحول: کسی چیز کا بعینہٖ مأخذ یا مثلِ مأخذ ہو جانا۔

۹- تحویل: کسی شے کو عین مأخذ یا مثل مأخذ بنانا۔

۱۰- تخلیط: کسی چیز کو مأخذ سے ملمع و مزین کرنا یا ملنا اور مالش کرنا۔

۱۱- تخییر: فاعل کا اپنے لیے کام کرنا۔

۱۲- تخییل: ناپسندیدگی کے باوجود دوسرے کو اپنے اندر مأخذ کا حصول دکھانا جو در حقیقت حاصل نہ ہو بلکہ تصنع اور بناوٹ کے طور پر ہو۔

۱۳- تعجب: مجہول السبب چیز کے جاننے سے دل میں جو کیفیت پیدا ہوا سے تعجب کہتے ہیں۔

۱۴- تاذی: فاعل کا مدلول ماخذ سے اذیت اٹھانا

۱۵- تالم مأخذ: مدلول مأخذ تکلیف اور الم کا محل واجد اور جگہ ہے۔

نوٹ: تاذی اور الم میں فرق یہ ہے کہ تالم میں مدلول مأخذ تکلیف کی جگہ اور محل ہوتا ہے۔ اور تاذی میں مدلول مأخذ اذیت اور تکلیف کا سبب بنتا ہے۔

۱۶- تَکَلُّف: رغبت اور پسندیدگی سے مأخذ میں تصنع اور بناوٹ ظاہر کرنا۔

۱۷- تَعَمُّل: مأخذ کو کام میں لانا یا مأخذ سے کام نکالنا۔

۱۸- تَصَرُّف: کسی کام میں جدوجہد کرنا یعنی حصولِ مأخذ کے لیے سخت اور بھرپور کاروائی کرنا۔

۱۹- تعدیہ: لازم کو متعدی کرنا۔

۲۰- تصییر: کسی چیز کو صاحب مأخذ بنا دینا۔

۲۱- تدریج: کسی کام آہستہ آہستہ کرنا۔

۲۲- تشارک: چند افراد کا کسی کارکردگی میں شریک ہونا اس طرح کہ ان میں سے ہر ایک فاعل بھی ہو اور مفعول بھی یا ہر ایک صرف فاعل ہو۔

۲۳- تعریض یا عرض: فاعل کا کسی چیز (یعنی مفعول) کو مأخذ کے مدلول کی جگہ اور محل میں پیش کرنا تعریض کہلاتا ہے۔

۲۴- حسبان: کسی چیز کو مأخذ سے موصوف خیال کرنا۔

۲۵- حینونت: مأخذ کا کسی چیز کے لیے وقت ہو جانا کسی چیز کا مأخذ کے وقت کو پہنچا۔

۲۶- سلب مأخذ: کسی چیز سے مأخذ کو دور کر دینا پھر سب کی دو قسمیں ہیں۔ اگر فعل لازم ہے تو سلب مأخذ فاعل سے ہوگا۔ اور اگر فعل متعدی ہے تو سلب ماخذ مفعول سے ہو گا۔

۲۷- صیرورت: کسی چیز کا صاحب ماخذ ہونا۔

۲۸- طلب: مأخذ کو طلب کرنا، چاہنا۔

۲۹- قصر: اختصار کے لیے مرکب سے کوئی کلمہ مشتق کرنا جیسے هَلَّلَ اس نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اور تَرَجَّعَ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔

۳۰- قطع: مدلول مأخذ کو کاٹنا۔

۳۱-لبس مأخذ: مأخذ کو پہننا۔

۳۲-لیاقت: کسی چیز کا مدلول مأخذ کے لائق اور اس کا مستحق وسزاوار ہونا۔

۳۳-مبالغہ: مأخذ کی مقدار یا کیفیت میں زیادتی اور کثرت کو بیان کرنا۔

۳۴-مشارکت: فاعلیت اور مفعولیت میں دو افراد کا شریک ہونا۔

۳۵-مطاوعت: ایک فعل کے بعد دوسرے فعل کو اس غرض سے لانا تا کہ ظاہر ہو کہ مفعول نے فاعل کے اثر کو قبول کرلیا ہے۔

۳۶-موافقت: کسی باب کا دوسرے باب کے ہم معنی ہونا۔

۳۷-مغالبہ: باب مفاعلہ یا مشارکت پر دلالت کرنے والے کسی فعل کے بعد کوئی فعل ذکر کرنا جس سے ایک کا دوسرے پر غلبہ ظاہر ہو۔

۳۸-نسبت بمأخذ: کسی چیز کی ماخذ کی طرف نسبت کرنا۔

۳۹-وجدان: کسی چیز میں جزم کے ساتھ صفتِ مأخذ پانا۔

۴۰-علاج: کسی باب کا ایسے معنی کے لیے آنا جس کا ادراک ظاہری حواس سے ہو سکے۔

۴۱-مقتضب: مقتضب کا لغوی معنی ہے "بریدہ" یعنی کاٹا ہوا اور صرفیوں کی اصطلاح میں "مقتضب" سے ایسی بناء مراد ہے جس کی نہ تو کوئی اصل موجود ہو اور نہ ہی اصل کی مثل موجود ہو اور وہ بناء حروف الحاق اور "حروف زائد لمعنی" سے بھی خالی ہو۔

۴۲-تطلیہ: مدلول مأخذ کو کسی کے جسم پر ملنا یا اس سے مالش کرنا۔

۴۳-ضرب مأخذ: مدلول ماخذ کی جگہ پر مارنا۔

۴۴-وقوع: کسی چیز کا مدلول مأخذ میں گر پڑنا، واقع ہونا۔

۴۵-تحیرُّ: فاعل کا مدلول مأخذ سے حیرت زدہ ہونا۔

☆☆☆

خاصیات ابواب کا بیان

جیسا کہ گزشتہ سطور میں یہ بیان ہوا کہ صرفیوں کی اصطلاح میں خاصیت باب سے اس کے وہ زائد معنی مراد ہوتے ہیں جو لغوی معنی کے علاوہ ہوں۔

ثلاثی مجرد کے چھ ابواب میں سے پہلے تین ابواب (یعنی ضرب، نصر، سمع، ام الابواب کہلاتے ہیں۔

س۔"اُم" کا کیا معنی ہے؟

ج۔اُم کا معنی "اصل" ہے۔

س۔ان تین ابواب کو "ام الابواب" کے نام سے موسوم کرنے کی کیا وجہ ہے؟

ج۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ان تین ابواب میں ماضی کے عین کلمہ کی حرکت مضارع کے عین کلمہ کی حرکت کے مخالف ہوتی ہے۔ اور چونکہ یہ تینوں ابواب ماضی اور مضارع کے، لفظاً اور معناً دونوں اعتبار سے مختلف ہونے میں اتفاق رکھتے ہیں۔ اور اتفاق اور اختلاف میں سے اتفاق اصل ہوتا ہے اس لیے ان ابواب کو "ام الابواب" یعنی اصل الابواب کہتے ہیں۔ نیز یہ ابواب بہت کثرت سے استعمال ہوتے ہیں۔

اب ہر ایک باب کی خاصیات بیان کی جاتی ہیں۔

باب ضَرَب

اس باب کی دس مشہور خاصیتیں ہیں۔

سلب، قطع، اعطاء، قصر، تأذی، کثرت، اتخاذ، تخلیط، اطعام ماخذ الباس۔

۱-سلب مأخذ: کسی چیز سے مأخذ کو دور کرنا جیسے حفی المطر الفار۔ بارش نے چوہے کو بل سے نکال کر اس کے خفا اور پوشیدگی کو دور کر دیا۔

۲-قطع مأخذ: مدلول ماخذ کو کاٹنا خَلَیْتُ میں نے الخلی (تر گھاس) کاٹی۔

۳-اعطاء مأخذ: کسی کو مدلول مأخذ دینا جیسے اَجَرَ المرءَ اس نے ایک شخص کو اجرت دی۔

۴-قصر: جیسے سَقّی یہ "سقاك الله سقيا" کا اختصار ہے جس "سقی" کا مطلب ہے

کسی سے سقاك الله سقیا کہنا۔ (اللہ تجھے خوب سیراب کرے)

۵-تاذی: فاعل کا مدلول مأخذ سے اذیت پانا اور تکلیف اٹھانا جیسے جَرِدَ الْمَرءُ اس نے جراد (ٹڈی) کھانے سے اذیت اٹھائی۔

۶-کثرت مأخذ: جیسے وَسَبَ الْاَرض زمین بہت گھاس والی ہوگئی (مأخذ وَسْبٌ بمعنی گھاس ہے۔ وَسَبَ الکبش مینڈھا بہت اون والا ہوگیا۔ اور اسی طرح وَسَبَ الثوب کپڑا بہت میلا ہوگیا۔ وَسب بمعنی میل آتا ہے۔

۷-اتخاذ: جیسے خَمسَ المال اس نے مال کا پانچواں حصہ لیا۔

۸-تخلیط: کسی چیز کو مدلول مأخذ سے لیپنا، آلودہ کرنا، ملمع سازی کرنا۔ جیسے طَانَ الحائط اس نے دیوار کی طَانَ کے مأخذ طین یعنی گارے سے لپائی کی۔

۹-اطعام مأخذ: مدلول مأخذ کسی کو کھلانا جیسے کہا جاتا ہے۔ خَبَزْتُھُمْ وَتَمَرْتُھُمْ میں نے ان کو روٹی اور کھجور (خبزت اور تمرت کا مدلول مأخذ) کھلائی۔

۱۰-الباس مأخذ: کسی کو مأخذ پہنانا جیسے غَطَیْطُہٗ میں نے اسے پردے سے چھپا دیا۔

باب نَصَرَ

اس باب کی گیارہ مشہور خاصیات ہیں۔
اتخاذ، صیرورت بلوغ، سلب، طلب، قطع، دفع، تصییر، ضرب مأخذ، تعمل، توقیت۔

۱-اتخاذ: جیسے "حاض" اس نے حوض بنایا۔
حَضَنَتِ المرأۃُ الوَلَدَ عورت نے بچے کو گود میں لیا۔

۲-صیرورت: جیسے بَابَ جِبْرَائِیلُ لِرَسُوْلِ اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربان (صاحب باب) ہوئے۔

۳-بلوغ: جیسے نَصَفَ القرآن وہ نصف قرآن تک پہنچ گیا ہے۔ نَصَفَ النَّھَارُ وَغَیْرُہٗ دن وغیرہ کا نصف تک پہنچا۔ نصفت عمری میں اپنی آدھی عمر تک پہنچ گیا ہوں۔

۴-سلب: جیسے قَشَرْتُہٗ میں نے اس کا چھلکا اتارا۔

۵-طلب مأخذ: جیسے جَدَاہُ۔ اس نے عطیہ اور بخشش مانگی۔

۶-قطع مأخذ: جیسے حَشَشْتُ میں نے خشک گھاس (مدلول مأخذ یعنی الحشیش) کاٹی۔

۷-دفع مأخذ: جیسے بَزَقَ۔ اس نے تھوکا۔

۸-تصییر: جیسے مَرَقَ القدر۔ ہانڈی میں شوربا زیادہ کیا۔

۹-ضرب مأخذ: جیسے عقبت میں اس کے پیچھے ضرب لگائی۔

۱۰-تعمل: قلا زید زید نے گلی (قلہ) پھینکی یا وہ گلی ڈنڈے سے کھیلا اس میں مأخذ "قلۃ" ہے جس کو عمل میں لایا گیا ہے۔

۱۱-توقیت: جیسے غداوہ صبح سویرے (یا مطلق کسی وقت) گیا یا پہنچا۔

باب سَمِعَ

اس باب کے دس مشہور خواص ہیں۔
تَطلِیَۃ۔ تحوّل۔ اتخاذ۔ وجدان۔ تالم مأخذ۔ وقوع۔ تاذی۔ تحیر۔ صیرورت۔ تعمل

۱-تطلیہ: ملنا اور ملمع سازی کرنا جیسے قطرت بعیرا میں نے اونٹ کو تارکول ملا (منجد میں یہ مادہ سمع کے بجائے نصر سے ذکر کیا گیا ہے۔ واللہ علم بالصواب)

۲-تحوّل: جیسے اَسِدَ (س) وہ اخلاق یا اوصاف میں شیر کی طرح ہوا۔

۳-اتخاذ: جیسے غَنِمْتُ میں نے غنیمت حاصل کی یا میں نے وہ چیز مفت لی۔

۴-وجدان: جیسے لَذِذْتُہٗ میں نے اس کو لذیذ پایا۔

۵-تالم مأخذ: جیسے ظَہِرَ المرءُ وہ شخص پیٹھ میں درد رکھنے والا ہوا۔

۶-وقوع: جیسے وَحِلَ وہ کیچڑ میں جا پڑا (الوحل کیچڑ)

۷-تاذی: جیسے غَرِفَ الابل اونٹ نے غرف نام کی جھاڑی کھانے سے اذیت اٹھائی (فتالی)

۸-تحیر: جیسے غَزِلَ الکلب کتا ہرن کو دیکھ کر متحیر ہوگیا۔

۹-صیرورت: جیسے جَرِبَ المرء وہ خارش زدہ ہوگیا (عافانا اللہ عنہ آمین)

۱۰-تعمل: جیسے کَلِفَتِ النَّاقَۃُ اونٹنی نے سبزہ کھایا۔

ضروری باتیں

ا۔ مغالبہ:

مغالبہ (یا مشارکت پر دلالت کرنے والے کسی فعل کے بعد کوئی دوسرا فعل اس لیے ذکر کرنا تا کہ طرفین سے غلبہ حاصل کرنے کے لیے کوشاں دو شخصوں میں سے ایک کا دوسرے پر غلبہ ظاہر ہو۔

اَلْمُغَالَبَۃُ: هِیَ ذِکْرُ فِعْلٍ بَعْدَ الْمُغَاعَلَۃِ لِاِظْهَارِ غَلَبَۃِ اَحَدِ الطَّرَفَیْنِ الْمُتَغَالِبَیْنِ۔

ب: یاد رہے کہ "مغالبہ" کی صورت میں جب کوئی فعل لایا جائے گا تو دیکھیں گے کہ گر وہ فعل "صحیح" یا "اجوف وادی" یا ناقص وادی" ہے تو اس کی "باب نصر" سے لائیں گے۔ اگرچہ وہ کسی دوسرے باب سے ہی کیوں نہ ہو جیسے یضاربنی زید فاضرُہُ (بضم عین) اور یحاسِبُنی حاسِبُ فَاَحْسُبُہٗ۔

ج۔ اور مثال (خواہ وادی ہو یا یائی) اجوف یائی اور ناقص یائی سے جو فعل خصوصا "مغالبہ" پر دلالت کرتے ہوں وہ باب ضرب سے لائے جائیں گے خواہ کسی بھی باب سے ہوں۔

نوٹ: جس کلمہ کے عین یا لام کی جگہ حرف حلقی ہو تو اسے مغالبہ کے لیے کس باب سے لایا جائے گا؟ اس میں اختلاف ہے کسائی کے نزدیک فتح سے (جیسے صارعنی فاصرعہٗ اور شاعرنی ناشعرہٗ) لایا جائے گا۔ اور ابوزید کہتا ہے کہ نصر کے باب سے آئے گا۔ جیسے فاخرنی زیدنا فخرہٗ۔

د: بیماری، غم اور خوشی کے معنوں کے لیے جو افعال استعمال ہوتے ہیں وہ زیادہ تر "سمع" کے باب سے آتے ہیں۔

ہ: جو افعال "رنگ" "عیب" یا عارضی اوصاف پر دلالت کرتے ہوں وہ سمع سے آتے ہیں اور چند "باب کرم" سے بھی آئے ہیں۔

باب فتح

اس باب کی تیرہ (۱۳) خاصیات ہیں۔

نوٹ: اس باب کی ایک مشہور امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا ایک خاصہ لفظیہ ہے۔ جب کہ دوسرے بابوں کا کوئی خاصہ لفظی نہیں ہے، وہ خاصہ لفظیہ ہے کہ "جو کلمہ (صحیح) فتح یفتح سے آئے۔ اس کا عین یا لام کلمہ حرف حلقی ہونا ضروری ہے۔

فائدہ: حرف حلقی شش بود اے دلبرا همزه هاؤ عین حاؤ غین خا باقی خواص یہ ہیں۔

تدریج، سلب، بلوغ، الباس، دفع اتخاذ تکثیر مأخذ، تعمل، تصیر ضرب ماخذ، اطعام ماخذ، صیرورت، اعطاء ماخذ

۱۔ تدریج: جیسے جَرَعَ الْمَاءَ اس نے گھونٹ گھونٹ کر کے پانی نوش فرمایا۔

۲۔ سلب: جیسے حَمَاتُ الْبِیْرَ۔ میں نے کنویں سے کیچڑ (حَمَاۃٌ) نکالی۔

۳۔ بلوغ: جیسے سَلَخْتُ الشَّهْرَ۔ میں مہینے کے آخر کو پہنچ گیا ہوں۔

۴۔ الباس ماخذ: جیسے لَحَفْتُ الْفَقِیْرَ میں نے فقیر کو لحاف اوڑھایا

۵۔ دفع ماخذ: جیسے نَخَعَ الْمَرْءُ اس شخص نے سینہ یا ناک سے بلغم یا رینٹھ (سینڈھ) دور کیا (ماخذ نخاعۃ بمعنی رینٹھ ہے جسے دفع دور کیا ہے۔

۶۔ اتخاذ: جیسے جَدَرَ اس نے دیوار (جدار) بنائی۔ بَأَرَ، اس نے کنواں بنایا اور ثلث الْمَالَ اس نے مال کی تیسرا یعنی ۱/۳ حصہ لیا۔

۷۔ کثرت ماخذ: جیسے کَلَأَ الْاَرْضُ۔ زمین بہت گھاس (کَلَأٌ) بمعنی گھاس والی ہوگئی۔

۸۔ تصیر: ہذا اللّٰہُ الخلقَ۔ اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا۔

۹۔ تعمل: نَعَلَ اس نے جوتے پہنے اور نَعَلَ الدابۃ۔ اس نے گھوڑے کے نعل لگائے۔

۱۰۔ ضرب ماخذ: رَأَسَ زیدٌ بکرًا۔ زید نے بکر کے سر پر مارا (ماخذ راس ہے)۔

۱۱۔ اطعام ماخذ: لَحَمْتُ الضیوفَ۔ میں نے مہمانوں کو گوشت (لحم) کھلایا۔

۱۲۔ اعطاء ماخذ: نَحَلَ اِمْرَءَتَهٗ۔ اس نے اپنی عورت کو مہر (ماخذ نخلۃ) دیا اور نَحَلَ القَاتِلَ۔ اس نے قاتل کو گالی (نحل) دی۔

۱۳۔ صیر ورت: لَعَبَ الصَّبِیُّ بچہ صاحب لعاب ہو گیا یعنی بچے کے منہ سے رال ٹپکنا شروع ہو گئی۔

باب کَرُمَ

اس باب کا ایک خاصہ یہ ہے کہ اس کے معنی میں خلقی (یعنی وہ جبلی اور فطری وطبعی اوصاف کہ جن پر موصوف کو ڈھالا اور پیدا کیا گیا ہو) اوصاف پائے جاتے ہیں۔ پھر ان صفات کی تین قسمیں ہیں۔ نمبر۱ حقیقی جیسے "حَسُنَ" وہ خوبصورت ہوا۔

یاد رہے "حُسن" کا معنی ہے تناسب الاعضاء" جس میں کچھ پائیداری اور استحکام ہوتا ہے۔ جن کا معنی صفائی رنگ اور نرمی بدن نہیں ہے کیونکہ رنگ کی چمک و دمک ملاحت و صباحت اور جسم کی لچک اور نرمی و ملائمت عارضی چیزیں ہیں۔

نمبر۲۔ حکمی یعنی صفت عارضی کہ جو موصوف کی ذات میں "امر خلقی و پیدائشی" کی طرح مستحکم اور پختہ و پائیدار ہو گئی ہو جیسے "فَقُہَ" وہ فقیہہ ہوا۔ یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب فقاہت کسی شخص کا خاصہ لازمہ اور ملکہ راسخہ بن جائے۔

نمبر۳۔ یا وہ وصفِ خلقی کے مشابہ ہو۔ جیسے "جنب وطہر" کہ جنابت اور طہارت عارض وصف ہے۔ لیکن نجاست وطہارت ذاتی خلقی کے مشابہ ہیں۔

اس باب کی درج خاصیات ہیں۔

۱۔ لزوم: یہ باب ہمیشہ لازم آتا ہے۔

۲۔ تعجب: طَمُعَ الرَّجُلُ۔ وہ مرد کتنا طمع اور لالچ کرنے والا ہے۔

۳۔ بلوغ: صَلُبَ۔ وہ تحقق کرنے تک آپہنچا ہے۔

۴۔ تحول: جَنُبَ الرِّیْحُ۔ ہوا جنوبی ہو گئی یعنی جنوب کی طرف سے چلنے والی ہو گئی۔ اور ذَؤُبَ جگ موہن، جگ موہن خباثت اور درندگی میں ذئب یعنی بھیڑیے کی مثل ہو گیا۔

۵۔ کثرت ماخذ: خَصُبَتِ الْاَرْضُ۔ فلاں زمین میں گو وہ بکثرت ہو گئی ہیں۔

۶۔ صیرورت: مَحُضَ نَسَبُ الرَّجُلِ۔ وہ مرد خالص النسب ہوا ہے۔

۷۔ تألم ماخذ: رَحُمَتِ النَّاقَۃُ۔ اونٹنی کو رحم میں تکلیف ہے۔

باب حَسِبَ یَحْسِبُ

یہ باب بہت کم استعمال ہوتا ہے۔

اس باب کے چند گنتی کے الفاظ ہیں کہ جن کے جاننے سے ان کے خاص (یعنی وہ زائد معانی جو لغوی کے علاوہ ہوتے ہیں) بھی معلوم ہو جاتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان گنتی کے مخصوص الفاظ کا اس باب سے آنا اس کا خاصہ ہے۔ تتبع اور استقراء سے جو معلوم ہوا تو وہ کل بتیس الفاظ ہیں۔ جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

نَعِمَ:	وہ کوش عیش ہوا ہے۔	وَثِقَ:	بھروسہ واعتماد کیا
وَبِقَ:	ہلاک ہوا۔	وَرِثَ:	وارث ہوا
وَمِقَ:	دوستی کی	وَرِعَ:	پرہیزگار ہوا
وَفِقَ:	سازگار ہوا	وَرِمَ:	سوجا
وَرِیَ:	چقماق سے آگ نکالی	یَئِسَ:	مایوس ہوا
وَلِیَ:	قریب ہوا	یَبِسَ:	خشک ہوا
وَغِرَ:	وَحِرَ: دشمن ہوا۔ کینہ ور ہو۔	دَھِلَ:	آوارہ گرد ہوا
بَلِیَ:	بدعقل ہوا	وَعِمَ:	کسی کے حق میں مال کا دعویٰ کیا
وَطِئَ:	روندا	وَلِہَ:	حیران ہوا

@@@

باب اِفعال

نمبر۱۔ تعدیہ وتصییر:

تعدیہ کا معنیٰ "لازم کو متعدی کرنا"

تصییر کا معنیٰ "کسی چیز کو صاحب ماخذ بنا دینا۔

ضروریات: ماخذ سے مراد ہے جس سے فعل بنایا جائے چاہے مصدر ہو یا جامد۔

تعدیہ اور تصییر دونوں معنیٰ میں "عموم وخصوص من وجہ" کی نسبت ہے کہ دونوں کے درمیان اجتماع ممکن ہے۔

اجتماعی مادہ کی مثال:

(یعنی دونوں ایک مثال میں جمع ہیں اور دونوں صادق آرہے ہیں۔

جیسے "خَرَجَ زَیْدٌ" (مجرد لازم)

"اَخرَجْتُہٗ" مجرد میں "خروج" کا معنیٰ تھا نکلنا۔ اِفعال میں اس کا معنیٰ متعدی ہو گیا "یعنی میں نے اس کو نکالا۔

اس پر تصییر کا معنیٰ بھی صادق آتا ہے۔ یعنی یہ بھی کہہ سکتے ہیں "جَعَلْتُہٗ ذَاخُرُوْج" میں نے اس کو صاحب ماخذ یعنی نکلنے والا بنا دیا۔

افتراقی مادہ کی مثال:

فقط تعدیہ ہو۔ جیسے "اَبْصَرتُہٗ" میں نے اس کو دیکھا۔ یہاں تصییر کا معنی نہیں ہو سکتا یہ نہیں کہہ سکتے کہ "جَعَلْتُہٗ ذَابَصِیْرَۃٍ" یا "جَعَلْتُہٗ بَاصِرًا" بھی نہیں کہہ سکتے۔

فقط تصییر ہو جیسے "اَنْزَتُ الثَّوْبَ" میں نے کپڑے کو نقش ونگار والا بنا دیا۔

فائدہ: جب تعدیہ میں مفعول کی طرف تجاوز کا اعتبار ہے تو پس یاد رہے کہ اگر مجرد میں لازم تھا تو اِفعال میں "متعدی بیک مفعول" ہو جائے گا۔ جیسے "خَرَجَ زَیْد" (زید نکلا) لازم سے اَخرَجْتُہٗ (میں نے اُس کو نکالا) "متعدی بیک مفعول" ہے۔ اگر "متعدی بیک مفعول" ہو مجرد میں اِفعال میں "متعدی بدو مفعول" ہو جائے گا۔ جیسے "حَفَرَ زَیْدٌ بِئرًا" (زید نے کنواں کھودا) مجرد سے افعال میں معنیٰ ہوگا۔ "حَفَرْتُ زَیْدًا بِئرًا" (میں نے زید کو کنواں کھودنے والا بنا دیا)۔

"جَعَلْتُ زَیْدَ۔ حَافِرَ الْبِئرِ"

اگر مجرد میں "متعدی بدو مفعول" ہو تو اِفعال میں دو متعدی بسہ مفعول" ہو جائے گا۔

جیسے "عَلِمْتُ زَیْدًا فَاضِلًا" (میں نے زید کو فاضل جانا) مجرد سے۔

"اَعْلَمْتُ زَیْدًا عَمرًوا فَاضِلًا" (افعال سے بنائیں گے تو معنی ہوگا" میں نے زید کو بتلایا کہ عمرو فاضل ہے۔"

اور اگر مجرد میں "لازم ومتعدی" دونوں طرح آتا ہو تو اِفعال میں آکر جو متعدی تھا وہ لازم ہو جائے گا۔

نمبر۲۔ الزام:

یعنی متعدی سے لازم کرنا

جیسے "اَحْمَدَ زَیْدٌ" "زید قابل حمد ہوا۔

مجرد میں "حَمِدَ" متعدی تھا۔

نمبر۳۔ تعریض یا عرض

فاعل کا کسی چیز (یعنی مفعول) کو ماخذ کے مدلول کی جگہ لے جانا تعریض کہلاتا ہے۔

جیسے "اَبَعْتُہٗ" میں اُسے بیع کی جگہ (منڈی) لے گیا۔ "اَبَعْتُ" کا ماخذ "بیع" ہے اور اس کی جگہ "منڈی"۔

نوٹ:۔ ماخذ اگر لازم ہو تو مدلول کو صیغہ فاعل سے تعبیر کرتے ہیں جیسے "اَبْخَلْتُ زَیْدًا" اس کا ماخذ لازم ہے۔ لہٰذا صیغہ فاعل سے بیان کیا جائے گا۔

اور اگر ماخذ متعدی ہو تو مدلول کو صیغہ مفعول سے بیان کیا جاتا ہے۔ جیسے "اَحْمَدْتُہٗ" ماخذ متعدی ہے۔ لہٰذا صیغہ مفعول سے بیان کریں گے یعنی "میں نے اس کو محمود پایا" کہیں گے۔

نمبر۴۔ وجدان:

وجدان کا معنیٰ ہے "کسی چیز کو ماخذ کے ساتھ موصوف پانا" جیسے "اَبْخَلْتُ زَیْدًا" میں نے زید کو بخل کے ساتھ مرصوف پایا۔

نمبر۵ سلب:

سلب کا معنیٰ ہے "کسی شے سے ماخذ کو دور کرنا"

سلب کی دو قسمیں ہیں۔ اگر فعل لازم ہے تو سلب ماخذ فاعل سے ہوگا۔ جیسے "اَقْسَطَ زَیْدٌ" زید نے اپنی ذات سے "قسط" (ظلم) کو دور کیا۔ اور اگر فعل متعدی ہو تو سلب ماخذ مفعول سے

ہو گا جیسے "شَکیٰ وَاَشکَیتُہٗ' یعنی اُس نے شکایت کی اور میں نے اُس کی شکایت کو دور کر دیا۔

نمبر٦۔ اعطاء ماخذ:

اعطاء ماخذ کا معنیٰ ہے "ماخذ کا دینا" جیسے "اَشوَیتُہٗ' میں نے اُس کو گوشت بھوننے کے لیے دیا۔ "وَاَقطَعتُہٗ' قَضبَانًا" میں نے اُسے کاٹنے کے لیے شاخیں دیں۔

نمبر٧۔ بلوغ:

کسی شے کا ماخذ میں پہنچنا یا داخل ہونا۔

پھر دخول یا رسائی کی تین قسمیں ہیں۔

(١) زمانی: جیسے "اَصبَحَ زَیدٌ" زید صبح کے وقت پہنچا یا داخل ہوا۔

(٢) مکانی: جیسے "اَعرَقَ زَیدٌ' زید ملکِ عراق میں پہنچا یا داخل ہوا۔

(٣) بلوغ عددی: جیسے "اَعشَرَتِ الدَّرَاھِمُ" دراہم دس ١٠ تک پہنچ گئے۔

نمبر٨ صیرورت:

اس کے تین معنیٰ ہیں۔

(١)۔ کسی شے کا صاحب ماخذ ہونا۔ جیسے "اَلبَنَتِ البَقَرَۃُ" گائے دودھ والی ہو گئی۔

(٢)۔ ایسی چیز کا صاحب (مالک) ہونا جو ماخذ کی صفت کے ساتھ موصوف ہو۔ جیسے "اَجرَبَ الرَّجُلُ" ایک مرد خارش زدہ اونٹوں کا مالک ہوا۔ اس میں جرب ماخذ ہے اونٹ جرب کی صفت سے موصوف ہے اور رَجُل' اس کا مالک ہے۔

(٣)۔ ماخذ میں کسی چیز کا مالک ہونا جیسے "اَخرَفَتِ الشَّاۃُ خریف میں بکری بچے والی ہوئی۔

نمبر٩ لیاقت:

کسی چیز کا مدلولِ ماخذ کے لائق اور اس کا مستحق ہوا۔ جیسے "اَلَامَ الفَرُغُ" سردار ملامت کے لائق اور اس کا مستحق ہوا۔

نمبر١٠: حَینُونت:

کسی شے کا ماخذ کے وقت کو پہنچنا۔ جیسے "اَحصَدَ الزَّرعُ "کھیتی کاٹنے کے عین (وقت) کو پہنچ گئی۔

نمبر١١۔ مبالغہ:

ماخذ کی مقدار یا کیفیت میں زیادتی اور کثرت کو بیان کرنا جیسے 'اَثمَرَ النَّخلُ" کھجور کے درخت میں بہت زیادہ ثمر لگا۔ وَاَثمَرَ کا ماخذ ثمر ہے اس کی مقدار میں مبالغہ یعنی زیادتی بیان کرنا مقصود ہے۔

کیف کی مثال: جیسے "اَسفَرَ الصُّبحُ" صبح خوب روشن ہو گئی۔

(ماخذ "اسفار" ہے اور اس کی کیفیت میں مبالغہ اور کثرت بیان کرنا مقصود ہے)

نمبر١٢۔ ابتداء:

یعنی کسی فعل کا ابتداءً باب افعال سے اس معنیٰ کے لیے استعمال ہونا جو کہ مجرد میں نہ پایا جاتا ہو۔ جیسے "اَشفَقَ" وہ ڈرا مجرد میں یہ مادہ شفقت و مہربانی کے لیے آتا ہے ڈرنے کے معنیٰ میں نہیں آتا۔ اسی طرح "اَقسَمَ" اُس نے قسم کھائی۔ مجرد میں۔ "قَسَمَ" بمعنیٰ "تقسیم" آتا ہے۔

نمبر١٣۔ ا۔ موافقتِ مجرد:

مجرد کے ہم معنیٰ ہونا جیسے "وَجَنَ اللَّیلُ وَاَدجَی" دونوں معنیٰ میں متفق ہیں کہ" رات تاریک ہو گئی۔

ب۔ موافقت تفعیل:

افعل کا تفعیل کے ہم معنیٰ ہونا۔ جیسے "۔ کَفَّرَہٗ' وَاَکفَرَہٗ' اُس نے اُس کو کفر کی طرف منسوب کیا۔

ج۔ موافقت تفعل:

یعنی افعال کا تفعل کے ہم معنیٰ ہونا۔ جیسے اَغلَفَ اور تَغَلَّفَ دونوں کا معنیٰ ہے 'غلاف میں ڈالا"

د۔ موافقت استفعال:

یعنی افعال کا استفعال کے ہم معنیٰ ہونا۔ جیسے "اَعظَمتُہٗ، اِستَعظَمتُہٗ' ۔ دونوں کا معنیٰ ہے" میں نے اس کو بزرگ گمان کیا۔

نمبر١٤۔ مطاوعتِ فَعَلَ (مجرد) وَفَعَّلَ (مزید):

یعنی اس باب افعال کا فَعَلَ اور فَعَّلَ کے بعد اس غرض سے آنا تا کہ ظاہر ہو کہ

مفعول نے فاعل کے اثر کو قبول کر لیا ہے۔

مُجرد کی مثال:

جیسے "کَبَتُه، فَانْکَبَّ" میں نے اُس کو سرنگوں کیا پس وہ سرنگوں ہو گیا۔ مزید کی مثال:

جیسے "بَشَّرْتُهٗ فَابْتَشَرَ" میں نے اُس کو خوش کیا۔ پس وہ خوش ہو گیا۔

باب تفعیل

نمبر۱۔ تعدیہ و تصییر:

جیسے "نَزَلْتُ وَنَزَّلْتُهٗ" میں اترا میں نے اس کو اتارا۔ (باعتبارِ تعدیہ) اور میں نے اُس کو صاحب نزول کیا (باعتبارِ تصییر)۔

افتراقی مادہ کی مثال:

فقط تعدیہ ہو جیسے "فَرِحَ زَیْدٌ" فَرَّحْتُ زَیْدًا۔ (میں نے زید کو خوش کیا) فقط تصییر ہو جیسے "وَتَّرْتُ الْقَوْسَ" میں نے کمان کو تروالی بنایا۔

نمبر۲۔ سلب:

جیسے: قُذِیَتْ عَیْنُهٗ، وَقَذَّیْتُ عَیْنَهٗ، اُس کی آنکھ میں تنکا پڑ گیا اور میں نے اُس کی آنکھ سے تنکا دور کیا۔ "قَرَّدْتُ الْاِبِلَ" میں نے اونٹ سے چچڑی کو دور کیا۔ اس کا ماخذ "قرد" ہے جس کا معنی ہے "چچڑی"

نمبر۳۔ صیرورت:

جیسے "نَوَّرَ الشَّجَرُ" درخت شگوفے دار ہو گیا۔

نمبر۴۔ بلوغ:

جیسے "عَمَّقَ زَیْدٌ" زید بات کی عمق (گہرائی) تک پہنچا "خَیَّمَ زَیْدٌ"۔ زید خیمے میں داخل ہوا۔

نمبر۵۔ مبالغہ:

یہ خاصہ تفعیل سے زیادہ استعمال ہوتا ہے۔

مبالغہ کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ فعل میں مبالغہ ہو۔ اس کی پھر دو قسمیں ہیں۔ نمبر۱ کیف (کیفیت) میں نمبر۲ کم (مقدار) میں۔

کیف کی مثال: جیسے "صُرِّحَ" خوب ظاہر کیا گیا۔

کم کی مثال: جیسے "جَوَّلَ، حَوَّلَ" اور بہت گرد گھوما۔

۲۔ فاعل میں مبالغہ ہو جیسے "موت الابل" اونٹوں میں موت عام ہو گئی۔

۳۔ مفعول میں مبالغہ ہو جیسے "قَطَّعْتُ الثِّیَابَ" میں نے بہت سے کپڑے کاٹے۔

نمبر۶۔ نسبت بماخذ:

کسی چیز کی نسبت ماخذ کی طرف کرنا۔

جیسے "فَسَّقْتُ زَیْدًا" میں نے زید کو فسق سے منسوب کیا۔ "فسق" ماخذ ہے۔

نمبر۷۔ الباس ماخذ:

کسی چیز کو ماخذ کا پہنانا۔

جیسے "جَلَّلْتُ الْفَرَسَ" میں نے گھوڑے کو جل (جھول) پہنائی۔

نمبر۸۔ تخلیط:

کسی چیز کو ماخذ سے ملمع و مزین کرنا۔ جیسے "ذَهَّبْتُ السَّیْفَ" میں نے شمشیر کو ذھب (سونے) سے نکل کیا، ملمع کیا مزین کیا۔ پالش کیا۔

نمبر۹۔ تحویل:

کسی چیز کو ماخذ یا مثلِ ماخذ بنانا

ماخذ بنانے کی مثال: جیسے "نَصَّرَ زَیْدٌ عَمْرًوا" (نعوذ باللہ من ذالک) زید نے عمرو کو نصرانی بنایا۔

مثل بنانے کی مثال: جیسے "خَیَّمْتُهٗ" میں نے اُس (چادر وغیرہ) کو خیمے کی مثل بنایا۔

نمبر۱۰۔ قصر:

یعنی مرکب سے اختصار کے لیے تفعیل کا ایک صیغہ بنا لیا جائے۔ جیسے "هَلَّلَ" اُس نے "لا الہ الا اللہ" کہا۔

نمبر۱۱۔ا۔ موافقت فعلِ مجرد: جیسے ''تمرتُہ، وتمّرتُہ'' میں نے اُس کو کھجور دی۔

ب۔ موافقتِ افعال: جیسے ''تمرَ واَتمرَ''۔

ج۔ موافقتِ تفعل: جیسے ''ترّسَ وتترّسَ۔ اُس نے ڈھال کو استعمال کیا۔

نمبر۱۲۔ ابتداء:

کسی فعل کا ابتداء۔ باب تفعیل سے اُس معنی کے لیے آنا جو مجرد میں نہ پائے جاتے ہوں۔ جیسے ''کلّمتُہ'' میں نے اُس سے کلام کی۔

یہ تفعیل کے ابتدائی معنیٰ ہیں۔ مجرد میں ''کلم'' کے معنی زخم کرنے کے'' ہیں۔ اسی طرح ''جرّبتُہ'' میں نے اُس کا تجربہ کیا۔ مجرد میں ''جرب'' کا لفظ ''خارش'' کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

باب تفعُّل

نمبر۱۔ مطاوعت، فعّلَ (تفعیل):

فعّل کے بعد اس غرض سے آنا کہ مفعول نے فاعل کے اثر کو قبول کر لیا ہے۔ جیسے ''قطّعتُہ فتقطّعَ'' میں نے اُسے کاٹا پس وہ کٹ گیا۔ اور'' علّمتُہ، تعلّمَ ''میں نے اسے سکھایا وہ سیکھ گیا۔

نوٹ: مطاوعت کی دو قسمیں ہیں۔

ا۔ اُس اثر کا مفعول سے منفک (جدا) ہونا۔ ناممکن ہو۔ جیسے پہلی مثال میں۔

۲۔ مفعول سے اثر کا انفکاک یا قبول ہی نہ کرنا ممکن ہو۔ جیسے دوسری مثال میں۔

نمبر۲۔ تکلف در ماخذ:

ماخذ میں تصنع اور بناوٹ ظاہر کرنا۔ جیسے ''تشجّعَ'' وہ تبکلف بہادر بنا۔

''تجوّعَ فرِیدٌ، فرید تبکلف بھوکا بنا۔

''تکوّفَ۔ وہ تبکلف کوفی بنا۔

نمبر۳۔ تجنب:

ماخذ سے پرہیز کرنا۔

جیسے ''تحرّبَ'' اُس نے گناہ سے پرہیز کیا۔ وہ گناہ سے بچا۔ (اس کا ماخذ ''حُرب'' ہے)۔

نمبر۴۔ لبسِ ماخذ: ماخذ کو پہننا

جیسے ''تختّمَ زیدٌ' زید نے انگشتری پہنی۔ (ماخذ خاتم ہے)

نمبر۵۔ تعمل: ماخذ کو کام میں لانا۔

جیسے ''تدهّنَ'' اُس نے تیل استعمال کیا۔ (ماخذ ''دھن'' ہے) ''تترّسَ'' وہ ڈھال کو کام میں لایا۔ (ماخذ ''تُرس'' ہے) ''تخیّمَ اس نے خیمے کو استعمال کیا۔ (ماخذ ''خیم'' ہے)۔

نمبر۶۔ اتخاذ:

اس کی کئی صورتیں ہیں۔

ا۔ ماخذ کو بنانا۔ جیسے ''تبوّبَ'' اُس نے دروازہ بنایا۔ (ماخذ ''باب'' ہے۔

۲۔ ماخذ کو پکڑنا یا لینا یا اختیار کرنا۔ جیسے ''تجنّبَ'' اس نے کنارہ پکڑا (''جب'' ماخذ ہے)۔

۳۔ یا کسی چیز کو ماخذ بنانا۔

جیسے ''توسّدَ الحجرَ'' اُس نے حجر جر (پتھر) کو وسادۃ (تکیہ) بنایا۔

۴۔ ماخذ میں پکڑ لینا۔

جیسے ''تأبّطَ الصبیَّ'' اُس نے بچے کو بغل میں پکڑا۔ (''ربط' ماخذ ہے)۔

نمبر۷۔ تدریج:

کسی عمل کو آہستہ آہستہ انجام دینا۔

جیسے ''تجرّعَ زیدٌ' زید نے گھونٹ گونٹ کر کے پیا۔

''تحفّظَ'' اُس نے تھوڑا تھوڑا کر کے حفظ کیا۔

نمبر ۸۔ تحوّل:

یعنی کسی چیز کا عین ماخذ یا مثلِ ماخذ ہو جانا ہے۔ جیسے "تَنَصَّرَ" (نعوذ باللہ) وہ نصرانی ہو گیا۔

نمبر ۹۔ صیرورت:

یعنی صاحب ماخذ ہونا

جیسے "تَمَوَّلَ" وہ مال دار ہو گیا۔

نمبر ۱۰۔ موافقت:

کسی دوسرے باب کے ہم معنیٰ ہونا۔

ا۔ موافقتِ مجرد: جیسے "تَقَبَّلَ وَقَبِلَ" اس نے قبول کیا۔

ب۔ موافقت افعال: جیسے "تَبَصَّرَ، اَبْصَرَ" اُس نے دیکھا۔

ج۔ موافقتِ تفعیل: جیسے تَکَذَّبَہٗ، وَکَذَّبَ" وتَکَلَّمَہٗ وَکَلَّمَ۔

د۔ موافقت استفعال: جیسے "تَخَرَّجَ وَاسْتَخْرَجَ"

نمبر ۱۱۔ ابتداء:

اس کی دو صورتیں ہیں۔

ا۔ اس کا استعمال مجرد سے نہ ہوا ہو۔ جیسے "تَشَمَّسَ" وہ دھوپ میں بیٹھا۔ اس نے دھوپ سینکی۔

۲۔ مجرد میں کسی اور معنیٰ کے لیے استعمال ہوا ہو۔ جیسے تَکَلَّمَ زَیْدٌ" زید نے بات کی۔ اور "کَلِمَ" بمعنیٰ" مجروح ہوا"۔

باب مفاعلہ

نمبر ۱۔ شارکت:

کسی کام میں دو شخصوں کا اس طرح شریک ہونا کہ ان میں سے ہر ایک فاعل بھی ہو اور مفعول بھی۔ جیسے "قَاتَلَ زَیْدٌ عَمْرواً" زید اور عمرو نے آپس میں لڑائی کی۔

نمبر ۲۔ موافقت:

ا۔ موافقتِ مجرد: جیسے "سَافَرْتُ وَسَفَرْتُ" (میں نے سفر کیا)۔ سافر سفر۔ مجرد کے ہم معنیٰ ہے۔

ب۔ موافقتِ افعال: جیسے "بَاعَدْتُہٗ" یعنی "اَبْعَدْتُہٗ" (میں نے اُسے دور کیا)۔

ج۔ موافقتِ تفعیل: تفعیل کے ہم معنیٰ ہونا۔ جیسے "ضَاعَفْتُہٗ" یعنی "ضَعَّفْتُہٗ" (میں نے اُسے دوگنا کیا)۔

د۔ موافقتِ تفاعل: جیسے شَاتَمَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو" (زید اور عمر نے آپس میں گالی گلوچ کی)۔ شَاتَمَ بمعنیٰ "تَشَاتَمَ" ہے۔

نمبر ۳۔ ابتداء:

جیسے "قَاسیٰ زَیْدٌ" ہٰذِہِ الْمُصِیْبَۃَ" زید نے اس مصیبت کو برداشت کیا) اس کا مجرد "کَسْرَۃ" ہے اور وہ اس معنیٰ میں نہیں ہے۔

نمبر ۴۔ تصییر:

صاحب ماخذ بنانا جیسے "عَافَاکَ اللّٰہُ اَیْ جَعَلَکَ اللّٰہُ ذَاعَافِیَۃٍ۔"

باب تفاعل

نمبر ۱۔ تشارک:

دو شخصوں کا مل کر کسی کام کو اس طرح کرنا کہ ان میں سے ہر ایک فاعل بھی ہے اور مفعول بھی۔

جیسے "تَشَاتَمَ زَیْدٌ وَخَالِدٌ" (زید اور خالد نے باہم گالی گلوچ کیا۔

ضروری بات: تفاعل اور مفاعل دونوں اس معنیٰ کے لحاظ سے تو متحد ہیں کہ دونوں

میں خاصہ اشتراک پایا جاتا ہے۔ لیکن لفظی اعتبار سے دونوں میں یہ فرق ہے کہ باب مفاعلہ میں ایک اسم، فاعل بنتا ہے۔ اور دوسرا مفعول۔

لیکن تفاعل میں دونوں بصورتِ فاعل ہوتے ہیں اور ایک اسم دوسرے پر بواسطہ حرف عطف فاعل ہونے میں شریک ہوتا ہے۔

جیسے "تَقَابَلَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو"۔ "قَاتَلَ زَیْدٌ عَمْرًوا۔"

نمبر۲۔ قصد صدور فعل میں شرکت ہو۔ وقوعِ فعل میں نہ ہو۔ اس کے لیے بھی تفاعل آتا ہے لیکن یہ کم ہے۔ جیسے "تَرَافَعَا شَیْئًا" دونوں (مثلاً زید اور عمرو) نے ایک شے کو اٹھایا۔

نمبر۳۔ تخییل:

یعنی دوسرے کو اپنے اندر ماخذ کا حصول دکھانا جو درحقیقت حاصل نہ ہو۔

جیسے "تَمَارَضَ زَیْدٌ" (زید نے اپنے آپ کو بیمار ظاہر کیا) جب کہ وہ حقیقت میں بیمار نہیں۔ (یہاں زید نے دوسروں کو اپنے اندر تمارض کا ماخذ یعنی مرض کو دکھانے کی کوشش کی ہے۔ جب کہ حقیقت میں اُسے مرض لاحق نہیں ہے)۔

نوٹ: تکلف اور تخییل میں فرق یہ ہے کہ تکلف میں وہ ماخذ وہ صف جسے بطور تصنع اور بناوٹ ظاہر کیا جا رہا ہے، مرغوب ہوتا ہے۔ جیسے "تَشَجَّعَ زَیْدٌ" (زید بتکلف شجاع بنا) شجاعت مرغوب ہے۔ جب کہ تخییل میں ماخذ (جس کی نمود و نمائش کی جا رہی ہے۔) حقیقت میں مطلوب اور مرغوب نہیں ہوتا۔

نمبر۴۔ مطاوعت:

مطاوعتِ فاعل (جو بمعنی "اَفْعَلَ" ہے):

جیسے "بَاعَدْتُهٗ فَتَبَاعَدَ" یہاں "بَاعَدْتُ" (مفاعلہ) بمعنیٰ "اَفْعَلَ" یعنی "اَبْعَدْتُهٗ" ہے۔ اس لیے "تَبَاعَدَ" اس کا مطاوع ہوا۔

ترجمہ: میں نے اُسے دور کیا پس وہ دور ہو گیا۔

نمبر۵۔ موافقت:

ا۔ موافقت مجرد: جیسے "تَعَالٰی" بمعنی "عَلَا" وہ بلند ہوا۔

ب۔ موافقت اِفعال: جیسے "تَیَامَنَ" بمعنیٰ "اَیْمَنَ" وہ یمن میں داخل ہوا۔

نمبر۶۔ ابتداء:

یعنی کسی فعل کا باب تفاعل سے ابتداءً اُس معنیٰ کے لیے آنا جو معنیٰ مجرد میں نہ پایا جاتا ہو۔ جیسے "تَبَارَکَ اللّٰهُ" اللہ تعالیٰ بے عیب اور مقدس ہے۔

مجرد "بَرَکَ یَبْرُکُ" اس معنیٰ میں نہیں آتا۔ بلکہ مجرد میں اس کا معنیٰ ہوتا ہے۔ "اُونٹ کو بٹھانا۔"

فائدہ: جو لفظ باب مفاعلہ میں دو مفعول چاہتا ہے۔ وہ باب تفاعل میں ایک مفعول کو چاہے گا۔ جیسے "جَاذَبْتُ زَیْدًا ثَوْبًا" اور "تَجَاذَبْنَا ثَوْبًا" اور جو لفظ باب مفاعلہ میں دو مفعول نہیں بلکہ ایک مفعول کو چاہتا ہے تو وہ تفاعل میں "لازم" ہوگا جیسے "قَاتَلْتُ زَیْدًا" "تَقَاتَلْتُ اَنَا وَزَیْدٌ"۔

باب اِفْتِعَال

نمبر۱۔ اتخاذ:

اس کی چار صورتیں ہیں جو کہ تفعل میں بھی گزر چکی ہیں۔

ا۔ ماخذ کو بنانا۔ جیسے "اِجْتَحَرَ" (بتقدیم جیم بر حاء) سوراخ بنایا۔ ماخذ "جُحْرٌ" ہے۔ اور "اِحْتَجَرَ" (بتقدیم حاء بر جیم)۔ حجرہ بنایا۔ ماخذ "حُجْرٌ" ہے۔

۲۔ ماخذ کو پکڑنا: جیسے "اِجْتَنَبَ" اُس نے کنارہ پکڑا۔ ماخذ "جَنْبٌ" ہے۔

۳۔ کسی چیز کو ماخذ بنانا جیسے "اِغْتَذَی الشَّاۃَ" اُس نے بکری کو غذا بنایا۔ اس مثال میں چیز یعنی "بکری" کو ماخذ یعنی "غذا" بنایا گیا ہے۔

۴۔ کسی چیز کو ماخذ میں لینا یا پکڑنا ہے۔ جیسے "اِعْتَضَدَهٗ" اُس نے اسے بازوؤں میں لیا یا پکڑا۔

نمبر۲۔ تصرف:

کسی کام میں جدوجہد کرنا۔ جیسے "اِکْتَسَبَ" اُس نے کمائی میں کوشش کی۔ ماخذ "کَسْبٌ" ہے۔

نمبر۳۔ تخیّر:

فاعل کا اپنے لیے کام کرنا۔ جیسے "اِکْتَالَ زَیْدٌ حِنْطَۃً" زید نے اپنے لیے گندم ماپی۔

نمبر۴۔ مطاوعتِ فَعْل:

جیسے "غَمَّمْتُہٗ فَاغْتَمَّ" میں نے اسے غمگین کیا۔ پس وہ غمگین ہوگیا۔

نمبر۵۔ موافقت:

ا۔ موافقت مجرد: جیسے "اِبْتَلَجَ" بمعنیٰ "بَلَجَ" کشادہ ابرو ہوا۔

ب۔ موافقت اِفعال: جیسے "اِحْتَجَزَ" بمعنیٰ "اَحْجَزَ"۔ وہ حجازِ مقدس میں داخل ہوا۔

ج۔ موافقتِ تفعّل: جیسے "اِرْتَدٰی" بمعنیٰ "تَرَدّٰی" اُس نے چادر اوڑھی۔

د۔ موافقتِ تفاعل: جیسے "اِخْتَصَمَ" بمعنیٰ "تَخَاصَمَ" اُس نے جھگڑا کیا۔

ہ۔ موافقت استفعال: جیسے "اِئْتَجَرَ" بمعنیٰ "اِسْتَاْجَرَ" اُس نے اُجرت طلب کی۔

نمبر۶۔ ابتداء:

جیسے "اِسْتَلَمَ" اُس نے پتھر کو بوسہ دیا۔ مجرد سَلِمَہٗ ہے اور اس معنیٰ میں نہیں ہے۔

باب استفعال

نمبر۱۔ طلب:

ماخذ کو طلب کرنا "اِسْتَطْعَمْتُہٗ" میں نے اس سے طعام طلب کیا۔

نمبر۲۔ لیاقت

کسی شے کا کسی امر کے قابل ہونا۔ جیسے "اِسْتَرْقَعَ الثَّوْبُ"۔ کپڑا پیوند کے قابل

ہوگیا۔

نمبر۳۔ وجدان:

پانا۔ جیسے "اِسْتَكْرَمْتُہٗ" میں نے اُسے کریم پایا۔

نمبر۴۔ حسبان:

کسی چیز کو ماخذ سے موصوف خیال کرنا جیسے "اِسْتَحْسَنْتُہٗ" میں نے اُسے حسن سے موصوف گمان کیا۔

نمبر۵۔ تحول:

کسی چیز کی ماہیت یا صفت کا قلب ہو کر عین ماخذ یا مثلِ ماخذ ہو جانا۔ اس کی پھر دو قسمیں ہیں۔

ا۔ تحول صوری: جیسے "اِسْتَحْجَرَ الطِّیْنُ"۔ گارا پتھر بن گیا۔ یا مثل پتھر بن گیا۔

۲۔ تحول معنوی: جیسے "اِسْتَنْوَقَ الْجَمَلُ" اُونٹ، اونٹنی بن گیا۔ ماخذ "ناقہ" ہے۔

نمبر۶۔ اتخاذ:

جیسے "اِسْتَوْطَنَ الْقُرٰی" اُس نے دیہاتوں کو وطن بنایا۔ "اِسْتَوْطَنَ الْمَدِیْنَۃَ الْمُنَوَّرَۃَ" ۔ اُس نے مدینہ منورہ کو وطن بنایا۔

نمبر۷۔ قصر:

یعنی اختصار کے لیے مرکب سے بابِ استفعال کا یک کلمہ بنا لینا۔ جیسے "اِسْتَرْجَعَ" اس نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ۔ پڑھا۔

نمبر۸۔ مطاوعت:

مطاوعتِ افعال: جیسے "اَقَمْتُہٗ فَاسْتَقَامَ" میں نے اُسے قائم کیا پس وہ قائم ہوگیا۔

نمبر۹۔ موافقت:

ا۔ موافقتِ مجرد: جیسے "اِسْتَقَرَّ" بمعنیٰ "قَرَّ"۔ وہ ٹھہر گیا۔

۲۔ موافقتِ افعال: جیسے "اِسْتَجَابَ" بمعنیٰ "اَجَابَ" اُس نے جواب دیا یا اُس نے قبول کیا۔

ج۔ موافقت، تفعّل: جیسے "اِسْتَكْبَرَ" بمعنیٰ "تَكَبَّرَ" اُس نے تکبر کیا۔

د۔ موافقتِ افتعال: جیسے "اِسْتَكْثَرَ" بمعنیٰ "اِكْتَثَرَ" اُس نے زیادہ طلب کیا۔

نمبر۱۰۔ ابتداء: یعنی کسی فعل کا ابتداء باب استفعال سے اُس معنی کے لیے آتا جو مجرد میں نا پایا جاتا ہو۔

جیسے "اِسْتَعَانَ" اُس نے "عان" یعنی موئے زیرِ ناف مونڈے۔

باب اِنْفِعَال

نمبر۱۔ لزوم:

جیسے "اِنْصَرَفَ" وہ پھرا اور صَرَفَ "اُس نے پھیرا۔

نمبر۲۔ علاج: یعنی ایسے معنی کے لیے آتا ہے جس کا ادراک ظاہری حواس سے ہو سکے۔

نوٹ:۔ یہ دونوں خواص (یعنی لزوم اور علاج) باب انفعال کے خاصہ حقیقیہ کے طور پر آتے ہیں۔ دیگر ابواب کے لیے ان دونوں خواص کا استعمال بطور مجاز ہوگا۔

نمبر۳۔ مطاوعت:

مطاوعتِ فعل مجرد: جیسے "کَسَرْتُہٗ فَانْکَسَرَ" میں نے اُسے توڑا پس وہ ٹوٹ گیا۔ یہ خاصہ اس باب سے نسبتاً زیادہ استعمال ہوتا ہے۔

نمبر۴۔ موافقت:

ا۔ موافقتِ فَعَلَ: جیسے "اِنْبَلَجَ" بمعنی "بَلَجَ کشادہ ابرو ہوا۔

ب۔ موافقت اَفْعَلَ: جیسے اِنْحَجَزَ" بمعنی "اَحْجَزَ" وہ حجاز میں پہنچا۔

ج۔ موافقتِ اَفْعَلَ (صَیرُورت میں) جیسے "اِنْحَصَدَ الزَّرْعُ" بمعنی "اَحْصَدَ الزَّرْعُ" کھیتی حصاد یعنی کاٹنے کے وقت کو پہنچی۔

نوٹ: باب انفعال کا یہ خاصہ نادر یعنی کم آتا ہے۔

نمبر۵۔

باب انفعال کا ایک خاصہ یہ ہے کہ اس کا فاء کلمہ لام، میم، را، نون، اور حرف لین نہیں ہوگا۔ کیونکہ ان سے ثقل ہوتا ہے اور ایسے حرف والے افعال کے لیے بجائے انفعال کے باب افتعال استعمال ہوتا ہے۔ جیسے "رَفَعَہٗ فَارْتَفَعَ۔ اور "نَقَلَہٗ فَانْتَقَلَ" "اِنْرَفَعَ" اور "اِنْنَقَلَ" نہیں کہیں گے۔

نمبر۶۔ یُطاوِعُ:

لفظ مضارع سے ذکر کرنے میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ یہ خاصہ قلیل آتا ہے۔ جیسے "اَغْلَقْتُ الْبَابَ فَانْغَلَقَ" میں نے دروازہ بند کیا پس وہ بند ہو گیا۔

نمبر۷۔ یَجِیْئُ:

بعض اوقات ابتداء کے لیے آتا ہے۔ جیسے "اِنْطَلَقَ" وہ چلا گیا۔ مجرد میں یہ لفظ "طَلَاقَتْ" کشادہ روئی کے لیے آتا ہے۔

باب افْعِیْعَال

نمبر۱۔ لزوم:

(یہ خاصہ غالب و اکثر ہے۔ اور متعدی ہونا قلیل ہے) جیسے "اِحْلَوْلَیْتُہٗ" میں نے اس کو میٹھا محسوس کیا۔ "اِعْرَوْرَیْتُہٗ"۔ میں عریاں ننگی پشت گھوڑے پر سوار ہوا۔

نمبر۲۔ مبالغہ:

(اور یہ لازم ہے)۔ جیسے "اِعْشَوْشَبَتِ الْاَرْضُ" زمین بہت گھاس والی ہے۔

نمبر۳۔ مطاوعت:

مطاوعتِ فَعَّلَ: جیسے "ثَنَیْتُہٗ فَاثْنَوْنٰی" میں نے اسے لپیٹا تا پس وہ لپٹ گیا۔

نمبر۴۔ موافقت:

موافقتِ استفعال: (یہ خاصہ نادر الوجود ہے۔)

جیسے "اِحْلَوْلَیْتُہٗ۔ بمعنی اِسْتَحْلَیْتُہٗ" میں نے اُسے میٹھا محسوس کیا۔

باب اِفْعِلَال و اِفْعِیْلَال

ان دونوں بابوں کے چار چار خاصے ہیں۔

نمبر۱۔ لزوم۔ نمبر۲۔ مبالغہ۔ نمبر۳۔ لون۔ نمبر۴۔ عیب

نوٹ: دونوں بابوں سے "لزوم اور مبالغہ" ان کے خاصہ لازمہ ہیں اور "لون اور عیب" ان کے خاصہ اکثریہ ہیں۔

دونوں بابوں کے چاروں خواص کی مثال:

جیسے اِحْمَرَ، اِحْمَارَّ" بہت سرخ ہوا۔ (مبالغہ، لزوم، لون)

"اِشْهَبَّ، اِشْهَابَّ" بہت سفید ہوا۔ (، ،)

"اِحْوَلَّ، اِحْوَالَّ" بہت بھینگا ہوا۔ (، ، عیب)

باب اِفْعَوَال

متقضب: (اس باب کی خاصیت بنائے متقضب ہے)

مفہوم متقضب: متقضب کا لغوی معنیٰ ہے "بُریدہ" یعنی کاٹا ہوا۔

اصطلاحی معنیٰ: ایسی بناء کہ جس کی نہ تو کوئی اصل موجود ہو اور نہ ہی اصل کی مثل موجود ہو اور وہ بناء حروف الحاق اور "حروف زائد للمعنیٰ" سے بھی خالی ہو۔

نمبرا۔ مبالغہ:

جیسے "اِخْلَوَّدَ" بہت تیز دوڑا۔

باب فَعْلَلَ

یہ کثیر معانی (یعنی بہت سے خواص) کے لیے آتا ہے جن میں سے چند یہ ہیں۔

(یاد رہے کہ یہ باب ہمیشہ صحیح اور مضاعف سے آتا ہے۔ جیسے "دَحْرَجَ، زَلْزَلَ، وَسْوَسَ" مہموز سے بھی آتا ہے۔ مگر بہت قلیل)۔

نمبرا۔ قصر:

جیسے "بَسْمَلَ" اُس نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پڑھی۔

نمبر۲۔ الباسِ ماخذ ماخذ پہناتا۔

جیسے "بَرْقَعْتُهُ" میں نے اُسے برقعہ پہنایا۔

نمبر۳۔ مطاوعتِ خود:

جیسے "غَطْرَشَ اللَّيْلُ بَصَرَهُ، فَخَطْرَشَ" رات نے اُس کی بصر کو پوشیدہ کیا پس وہ پوشیدہ ہوگئی۔

باب تَفَعْلُل

نمبرا۔ مطاوعت فَعْلَلَ:

جیسے "دَحْرَجْتُهُ، فَتَدَحْرَجَ" میں نے اسے لڑھکایا پس وہ لڑھک گیا۔

نمبر۲۔ اِقْتِضَابْ:

جیسے "تَهَبْرَسَ" وہ ناز سے چلا۔

باب افضلال

اس کا خاصہ ہے "لزوم مطاوعت" مطاوعتِ فَعْلَلَ: جیسے نَعْخَرْتُهُ، فَانْعَخَرَ" میں نے اُس کا خون گرایا پس وہ خون ریختہ ہوگیا۔

وکذا اِفْعَلَّلَ: ایسے ہی افعلال بھی "لزوم اور اور مطاوعتِ فَعْلَلَ کے لیے آتا ہے۔ جیسے "طَمْئَنْتُهُ، فَاطْمَئَنَّ" میں نے اسے مطمعن کیا۔ پس وہ مطمئن ہوگیا۔

وَيَجِيءُ مُقْتَضِبًا: اور کبھی اِنْعِلَال اقتضاب کے لیے بھی آتا ہے۔ جیسے اِكْفَهَرَّ النَّجْمُ" ستارہ روشن ہوگیا۔

المُلْحَقَاتِ مُبَالَغَة" ایضاً: یعنی ملحقات کے ابواب معانی اور خواص میں ملحق بہ کے موافق ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان میں مبالغہ بھی پایا جاتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

س۔ الف لام کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج۔ الف لام کی دو قسمیں ہیں (۱)۔ اسمی (۲)۔ حرفی

س۔ الف لام اسمی کی تعریف کیا ہے؟

ج۔ الف لام اسمی اس الف لام کو کہتے ہیں جو اسم موصول کے معنیٰ میں ہو، جیسے الخالق کا معنیٰ ہے اَلَّذِيْ خَلَقَ اور اَلْمَخْلُوْقُ کا معنیٰ ہے اَلَّذِيْ خُلِقَ اور اَلْفَاتِحَةُ کا معنیٰ ہے اَلَّتِيْ فَتَحَتْ اور اَلْمَفْتُوْحَةُ کا معنیٰ ہے اَلَّتِيْ فُتِحَتْ۔

یاد رہے کہ الف لام اسمی صرف اسم فاعل اور اسم مفعول حدوثی[1] پر داخل ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ "الف لام اسمی" کی دو جہتیں ہیں۔

(ایک جہت سے (یعنی بظاہر) یہ حرف ہے اور دوسری جہت سے (یعنی معنی کے اعتبار سے) اسم ہے لہٰذا اس کا مدخول بھی ایسا ہونا چاہیے جس کی دو جہتیں ہوں اور وہ اسم فاعل اور اسم مفعول حدوثی ہیں کیونکہ یہ دونوں ظاہر میں مفرد ہیں اور حقیقت میں جملہ ہوتے ہیں۔صفت مشبہ کی دلالت چونکہ ثبوت[2] پر ہوتی ہے اس لیے اس پر آنے والا الف لام حرفی ہوتا ہے۔

---

[1] حدوثی۔ جو تین زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ میں معنی مصدری کے پائے جانے پر دلالت کرے جیسے النّاصِرُ وہ جس نے مدد کی یا مدد کرے گا۔المنصورہ جس کی مدد کی گئی یا مدد کی جاتی ہے یا کی جائے گی۔

[2] ثبوت کا مطلب یہ ہے کہ اس میں کوئی خاص زمانہ ماضی، حال یا مستقبل معتبر نہ ہو۔ جیسے الحائک جولاہا حرفی ہوتا ہے۔

الف لام حرفی:

الف لام حرفی وہ ہوتا ہے۔ جو اسم موصول کے معنیٰ میں نہ ہو۔

الف لام حرفی کی قسمیں:

الف لام حرفی کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) زائد (۲)۔ غیر زائد

الف لام زائد کی تعریف:

الف لام زائد اس الف لام حرفی کو کہتے ہیں جو اپنے مدخول کے معنی میں زیادتی پیدا نہ کرے۔

الف لام زائد کی قسمیں:

اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱)۔ لازمی (۲)۔ عارضی

الف لام لازمی۔ اس الف لام زائد کو کہتے ہیں جس کا اپنے مدخول سے جدا ہونا محال ہو۔ اس کی پھر چند قسمیں ہیں۔

ا۔ الف لام لازمی کسی حرف محذوف کا عوض ہو جیسے اسم جلالت "اللہ" یعنی لفظ اللہ اصل میں "اَلٰہ" تھا ہمزہ کو حذف کر کے اس کے عوض میں الف لام لگایا تو اللہ، ہوا۔ مجموع واجب تعالیٰ کا علم ہے۔

تعریف کا فائدہ عَلَمِیَّتْ سے حاصل ہو رہا ہے اور الف لام زائد ہے۔

ب غیر عوض ہو اور علم مرتجل پر داخل ہو۔ جیسے اَلْیَسَعُ۔ اور السَّمَوْئَلُ

ج۔ غیر عوض ہو اور علم منقول پر داخل ہو جیسے اَللّٰاتُ، اَلْعُزّٰی۔

ھ۔ غیر عوض ہو اور ایسے علم پر داخل ہو۔

جیسے النجم، العقبہ، المدینہ، البیت۔

۲۔ عارضی:

الف لام عارضی اس الف لام زائد کو کہتے ہیں جس کا اپنے مدخول سے جدا ہونا محال نہ ہو اور اس کی بھی چند قسمیں ہیں۔

ا۔ عارضی عام جو کہ نظم اور نثر دونوں میں آتا ہے اور اپنے مدخول کی خوبصورتی اور اس کے وصف اصل ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

اور ایسے اعلام منقولہ پر داخل ہوتا ہے جو وصفیت سے علمیت کی طرف منقول

ہونے سے پہلے بھی الف لام کا مدخول بننے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ گویا کہ یہ الف لام اپنے مدخول بمعنی صفت کو ظاہر کرتا ہے اور اس کا مدخول زیادہ تر اسم مشتق ہوتا ہے جیسے الحارث، القاسم الحسن، الحسین اور کبھی اس کا مدخول مصدر ہوتا ہے۔ جیسے "الفضل" اور کبھی اس کا مدخول اعیان میں سے کوئی اسم ہوتا ہے جیسے "النعمان"۔

نوٹ: ان اعلام مذکور پر الف لام کا داخل ہونا سماعی ہے نہ کہ قیاسی لہٰذا الحمد اور العلی کہنا صحیح نہیں ہوگا۔

ب۔ عارض خاص اور یہ الف لام ضرورت شعری کے لیے ایسے اعلام پر داخل ہوتا ہے جو دراصل الف لام کا مدخول بننے کے قابل نہیں تھے۔ جیسے الزید۔ الولید العمرو۔

ج۔ کبھی الف لام عارض شہروں کے ناموں پر داخل ہوتا ہے۔ جیسے الکوفۃ البصرۃ، الدمشق۔

لیکن یہ بھی سماعی ہے قیاسی نہیں اسی لیے المکۃ کہنا درست نہیں ہے یونہی مشاہیر معارف پر اس کا دخول جائز نہیں جیسے دجلہ، عرفہ وغیرہ۔

الف لام غیر زائد:

الف لام غیر زائد اس الف لام کو کہتے ہیں جو اپنے مدخول کے معنی میں زیادتی پیدا کرے۔ اور اس کی پانچ قسمیں ہیں۔

الف لام غیر زائد

جنسی　استغراقی　عہد خارجی　عہد حضوری　عہد ذہنی

الف لام جنسی:

اس الف لام کو کہتے ہیں جس کے مدخول سے نفس ماہیت مراد ہو افراد کا بالکل لحاظ نہ ہو جیسے "اَلرَّجُلُ خَیْرٌ مِنَ الْمَرْأَۃِ" جنس مرد جنس عورت سے بہتر ہے۔

الف لام استغراقی:

اس الف لام کو کہتے ہیں جس کے مدخول سے تمام افراد مراد ہوں۔ (اس کی علامت یہ ہے کہ اس کی جگہ لفظ "کل" کو لانا درست ہو، خواہ حقیقتہً ہو جیسے "اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ" کی مثال میں "لفظ انسان پر الف لام کی جگہ لفظ "کل"" حقیقتاً لانا درست ہے۔

یعنی "اِنَّ کُلَّ اِنْسَانٍ لَفِیْ خُسْرٍ" کہنا حقیقتاً درست ہے) یا مجازاً ہو۔ جیسے "زید الرجل علما" اس مثال میں "زید کل رجل علما" اس معنی میں کہ زید تمام مردوں کے علوم کا جامع ہے (یعنی وہ علم میں کامل اور ہر فن مولا ہے) کہنا مجازاً صحیح ہے۔

عہد خارجی:

اس الف لام کو کہتے ہیں جس کے مدخول سے وہ فرد مراد ہو جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہو جیسے ارسلنا الی فرعون رسولا فعصی فرعون الرسول (الف لام عہد خارجی کی علامت یہ ہے کہ اس کی جگہ پر ضمیر غائب لانا درست ہو۔

جیسے اس مثال میں "فعصی فرعون ایاہ یعنی "الرسول" کی جگہ ایاہ کہنا صحیح ہے۔

الف لام عہد حضوری:

اس الف لام کو کہتے ہیں جس کے مدخول سے وہ فرد مراد ہے جو مخاطب موجود ہو۔ جیسے "الیوم اکملت لکم دینکم" کی مثال میں الیوم سے یوم حاضر و موجود مراد ہے اور ھذا الرجل کی مثال میں الرجل سے رجل مشاہد مراد ہے۔

الف لام عہد ذہنی:

اس الف لام کو کہتے ہیں جس کے مدخول سے ایک غیر معین فرد مراد ہو، جیسے۔ اَخَافُ اَنْ یَّاْکُلَہُ الذِّئْبُ " اس مثال میں "ذئب" سے اس کی ماہیت مراد نہیں ہے کیونکہ کھانا ماہیت کا کام نہیں بلکہ یہ ذئب کے افراد کی صفت ہے۔ اور تمام افراد بھی مراد نہیں اور اسی طرح کوئی فرد مُشاھد یا فرد موجود بھی مراد نہیں بلکہ ذئب کا کوئی ایک غیر معین فرد مراد ہے۔

س۔ جب الف لام عہد ذہنی کے مدخول سے ایک غیر معین فرد مراد ہے اور نکرہ سے بھی ایک غیر معین فرد مراد ہوتا ہے تو پھر ان دونوں میں کیا فرق ہے؟

ج۔ ان دونوں میں اصل وضع کے اعتبار سے فرق ہے یعنی نکرہ کی وضع ایک غیر معین فرد کے لیے ہوتی ہے اور الف لام عہد ذہنی کی وضع ماہیت معلومہ معینہ کے لیے کی گئی ہے لیکن قرینہ کی وجہ سے فرد واحد غیر معین مراد لیا جاتا ہے۔

☆☆☆

مکتبہ اسلامیہ سعیدیہ

عثمان آباد مانسہرہ

مکتبہ اسلامیہ سعیدیہ

عثمان آباد مانسہرہ